جناب ریاض الحسن نوری

جدید انکشافات اور مذہب

علوم قرآن میں علم جدید کی اہمیت

موجودہ دور میں سائنسی علم بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ جو نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں ان سے قرآن وسنت کے بیان کردہ حقائق کی تائید ہو رہی ہے، لیکن ان چیزوں سے وہی لوگ واقفیت حاصل کر سکتے ہیں جو خصوصاً جدید سائنسی علوم کا گہرا اور وسیع مطالعہ رکھتے ہوں بلکہ ساتھ ساتھ قرآن وسنت کے وسیع مطالعہ سے بھی بہرہ ور ہوں۔ ہمارے دور میں عام طور سے جدید تعلیم یافتہ طبقے کا علم جدید بھی سطحی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ اکثر بہک جاتے ہیں۔ جس کثرتِ مطالعہ کی آج ضرورت ہے وہ لوگوں کو مشکل سے نصیب ہوتا ہے۔ اوّل تو شوق ہی نہیں پایا جاتا۔ دوسرے وقت کی کمی آڑے آجاتی ہے۔ تیسرے کتابوں کی قلت کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آجکل نئی نئی دریافتیں جسطرح قرآن وسنت کی تائید کر رہی ہیں اور قرآن وسنت کے علمِ وحی ہونے کا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔ اس کو سوچ کر ہی انسان ششدر ہو جاتا ہے۔ اور اعجازِ وحی کا نقش دل پر بیٹھ جاتا ہے اور انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے

انه الحق من ربك

کچھ عرصہ ہوا کہ ہندوستان میں معجزات پر بڑی لے دے ہوئی تھی، مگر جدید تحقیقات ان قرآنی معجزات کی تائید کر رہی ہیں۔ جن کا انکار نصف صدی قبل کیا گیا تھا۔ مثلاً فرعون کے دور کی تسع آیات والے معاملے کو لیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فارسلنا عليهم الطوفان والجراد والقمّل والضّفادع والدّم آياتٍ مفصّلٰتٍ (الاعراف ع ۱۶)

(ترجمہ:- پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی اور چیچڑی اور مینڈک اور خون، بہت سی نشانیاں جدا جدا)

مذکورہ بالا آیت میں جو مینڈکوں اور ٹڈیوں کا ذکر ہے۔ اس پر مفصل کلام پھر کبھی کیا جائے گا۔ اس وقت خون والی آیت کے متعلق سن لیجئے۔ آج کھدائیوں کے بعد یہ بات سب نے تسلیم کر لی ہے کہ مصر میں حشرات اور خون کا عذاب آیا تھا اور اس سے انکار ممکن نہیں ہے۔

IMMANUEL VELIKOUSKY مشہور بین الاقوامی سائنس دان ہیں۔ آپ نے نیچرل سائنس کی تعلیم ایڈنبرا کی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ تاریخ، قانون اور ڈاکٹری (M.D) کا علم ماسکو میں حاصل کیا۔ حیاتیات برلن میں پڑھی۔ دماغ کے فعل کا علم ZURICH میں حاصل کیا اور جدید نفسیات کا علم خاص ویانا میں پڑھا آپ وسیع پیمانے پر تحقیقات کر چکے ہیں۔ آپ نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام WORLDS IN COLISION (تصادمِ کائنات) ہے۔ اس کے صفحات ۸۴ تا ۱۵۱ پر عذاب خون سے بحث کی ہے۔ آپ نے قرآن اور توریت سے حوالہ دے کر اس کو ثابت کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ فرعون کے دور میں ایک دمدار ستارہ زمین کے بہت قریب آگیا۔ پہلے اسکی دم زمین سے ٹکرائی جو سرخ گیس کی بنی ہوئی تھی۔ اس گیس میں سرخ رنگ کے ذرات تھے۔ تالاب، دریا، سمندر سب اسکی وجہ سے سرخ ہو گئے۔ قدیم امریکن قوم کی کتاب MANUSCRIPT QUICKE میں بھی یہی لکھا ہے کہ مغربی کرۂ ارض میں زلزلہ آیا۔ سورج کی حرکت رک گئی اور دریاؤں کا پانی سرخ ہو گیا۔

قدیم مصری مصنف IPUWER جس نے اس عذاب کا خود مشاہدہ کیا تھا۔ اسکی تحریر قدیم مصری کاغذ PAPYRUS پر لکھی ہوئی جدید کھدائیوں میں برآمد ہوئی ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

"دریاؤں کا تمام پانی سرخ ہو گیا ہے۔ تمام ملک میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ ہر طرف خون ہی خون ہے۔ انسان پیاس کا شکار ہیں۔ لوگ پانی کو چکھتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ ہمارا پانی ہے، یہ ہماری خوشحالی ہے۔ اب ہم کیا کریں ہر طرف تباہی ہے۔"[1]

ایک دوسرا مصنف ہمیں بتاتا ہے کہ آسمانی عذاب سے ڈر کر جنگلی جانور بھی شہروں اور دیہات میں آگئے[2] ۔۔۔ اسی وجہ سے تھریس کے پہاڑ HAMENS یعنی سرخ کہلائے ۔۔۔ مصر کے ایک شہر کو بھی اسی وجہ سے مذکورہ بالا نام دیا گیا[3] ۔۔۔ بحیرۂ قلزم کو انگریزی میں RED SEA یعنی سرخ سمندر بھی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اس موقع پر سرخ ہو گیا تھا، جب سے اس کا نام یہی پڑ گیا، ورنہ سمندر کو گہرائی کی بنا پر کالا یا جھاگ اور برف

1. A.H. GARDINER, ADMONITIONS OF AN EGYPTIAN SAGE FROM A HIERATIC PAPYRUS IN LEIDEN (1909).

2. APOLLODORUS, THE LIBRARY. (Translation J.G. FRAZER 1921) VI

3. FRAZER'S COMMENT TO APOLLODOROUS LIBRARY, 1, 50

کی بنا پر سفید تو کہا جا سکتا ہے، لیکن سرخ کہنے کی اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ تاریخ میں ایک خاص موقع پر سرخ ہو گیا تھا۔ عرب اسے بحر احمر بھی کہتے ہیں یعنی سرخ سمندر۔

فن لینڈ کا صحیفہ KALEVALA ہمیں بتاتا ہے کہ قدیم زمانے میں دنیا پر سرخ دودھ کی بارش ہوئی تھی[1] ALATI کے تاتاری بھی یہی قصہ سناتے ہیں کہ قدیم زمانے میں ایک تباہی ایسی آئی تھی کہ تمام دنیا سرخ ہو گئی تھی[2] یونان کے ORPHIC HYMS یعنی قدیم گیتوں میں بھی یہ بات کہی گئی ہے کہ عظیم اولمپس تھرتھرانے لگا۔ اس کے گرد زمین سے آواز پیدا ہوئی اور سمندر میں ایسی حرکت پیدا ہوئی کہ سرخ لہریں اٹھنے لگیں[3] بابل کے لوگوں نے بھی اس بات کا تحریری ریکارڈ چھوڑا ہے کہ آسمان سے سرخ مٹی اور بارش برسی۔[4]

جدید تحقیقات قرآن و سنت کی تعلیم کے لئے جس قدر اہم ہیں اس کا اندازہ بہت کم لوگوں کو ہے۔ اب ہم ایک مثال سے بتاتے ہیں کہ جدید علم ہمارے لئے فہم حدیث میں کس طرح ممد ہو سکتا ہے۔ بخاری کی اس حدیث کو لیجئے جس کا ذکر شبلیؒ نے سیرت النبیؐ کے مقدمے میں بھی کیا ہے۔ عن عمرو بن میمون قال: رأیت فی الجاهلیة قردة اجتمع علیها قردة قد زنت فرجموها فرجمتها معهم۔[5]

(ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں دیکھا کہ ایسی بندریا کے گرد بندر جمع ہو گئے جو زنا کی مرتکب ہوئی تھی، پس ان سب نے مل کر اسکو سنگسار کیا اور میں نے بھی پتھر مارنے میں حصہ لیا۔)

اسماعیلی نے اس روایت کو دوسرے طریق پر روایت کیا ہے جو طویل ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت عمرو بن میمون نے فرمایا کہ میں یمن میں اپنے عزیزوں کے ریوڑ کے درمیان تھا اور بلند جگہ پر تھا کہ ایک بندر بندریا کے ساتھ آیا۔ پھر بندریا کے ہاتھ پر بطور تکیہ کے سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اس کے بعد ایک اور بندر آیا جو عمر میں پہلے بندر سے چھوٹا تھا۔ اس نے بندریا کو اشارہ کیا۔ اس پر بندریا نے بڑی آہستگی سے پہلے بندر کے سر کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا۔ (ایسے کہ پہلا بندر جاگ نہ جائے۔) اور چپکے سے اشارہ کرنے والے بندر کے

---

1. KALEVALA, Rume 9.
2. U. HOLMBERG, FINNO-UGRIC, SIBERIAN MYTHOLOGY (1927) P. 370
3. "TO MINERVA" IN ORPHIC HYMNS (A. BUCKLEY) ed. WITH ODYSSEY OF HOMER (1861)
4. F. X. KUGLER, "BABYLONISCHE ZEITORDNUNG" (VOL. II OF HIS STERNKUNDE AND STERNDIENST IN BABEL) 1909-1910 - P-114

۵۔ صفحہ ۱۶۰ فتح الباری جلد ۸

پیچھے چلی گئی۔ پھر اس بندرے بندریا سے ہم بستری کی، میں سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد بندریا واپس آگئی اور آہستگی سے اپنا ہاتھ پہلے بندر کے گال کے نیچے رکھنے لگی۔ لیکن بندر گھبرا کر جاگ گیا اور بندریا کو سونگھا پھر اس نے شور مچانا شروع کر دیا۔ اس پر اور بندر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ بندر شور مچاتا رہا اور ہاتھ سے بندریا کیطرف اشارہ کرتا رہا۔ پھر بندر دائیں اور بائیں پھیل گئے۔ جلد ہی وہ اس بندر کو پکڑ لائے جسکو میں نے پہچان لیا۔ اس کے بعد انہوں نے ان دونوں کے لئے گڑھا کھودا، اور ان کو سنگسار کر دیا۔ پس میں نے غیر بنی آدم میں رجم دیکھا۔[۱]

بخاری کی مذکورہ بالا روایت پر بعض علماء نے اشکال وارد کئے ہیں کسی نے یہ شک ظاہر کیا ہے کہ یہ لوگ جن ہوں گے۔ حمیدی نے اس روایت کو غریب کہا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ یہ بخاری کے صرف بعض نسخوں میں پائی جاتی ہے۔ الخ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں زنا کی نسبت غیر مکلف کیطرف ہے۔ اور بہائم پر حد لگانے کا ذکر ہے۔ یہ بات اہل علم کے نزدیک منکر ہے۔[۲]

ہم کہتے ہیں کہ بیشک انسان اسکا مکلف نہیں کہ وہ جانوروں کو ان کے آپس کے کسی اختلاف یا جھگڑے پر سزا دیتا پھرے۔ لیکن اگر جانور خود مل کر اپنے میں سے کسی کو جرم کی سزا دیں تو حضرت انسان اعتراض کرنے والے کون ہیں۔ اب کیمبرج کی پروفیسر JOAN ROBINSON (جون رابنسن) کا بیان سنئے، آپ ذاتی ملکیت اور چوری پر بحث کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

"کووں کی قسم کے پرندوں یعنی (ROOKS) کی مثال لیجیئے، یہ مل کر گھونسلے بناتے ہیں۔ ہر سال موسم بہار میں نئے گھونسلے بنائے جاتے ہیں، یا پرانوں کو درست کیا جاتا ہے جبلت[۳] یا جو بھی اسکو کہہ لو۔ غرض جو چیز بھی ان کے عمل کو کنٹرول کرتی ہے۔ اسکی بنا پر یہ کوے نما پرندے باہر جا کر گھونسلہ بنانے کے لئے تنکے توڑتے ہیں۔ ان میں اس بات کی قدرتی اہلیت پائی جاتی ہے کہ وہ قابلیت کے ساتھ کام کریں اور یہ کہ وہ سب سے اعلیٰ اور جلدی سے حاصل ہو جانے والے تنکوں کا انتخاب کریں، ورنہ تو کام کبھی ختم نہ ہو۔ لیکن یہ ظاہر ہے سب سے اچھے اور سب سے جلدی حاصل ہونے والے تنکے وہ ہوتے ہیں جو پہلے ہی سے کسی

---

[۱] [۲] محولہ بالا

[۳] جبلت یا INSTICT کے متعلق سائنس دانوں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہت سے سائنس دان اس کا وجود ہی تسلیم نہیں کرتے۔

گھونسلے کی زینت بن چکے ہوں۔ آخر وہ کیا چیز ہے جو ان کو ایک دوسرے کی چیز چرانے سے محفوظ رکھتی ہے۔؟ اگر ہر پرندہ دوسرے کے تنکے جمع کرنے پر تکیہ کرے تو ظاہر ہے کہ سوسائٹی برباد ہو جائے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ ان کے اندر استعمال شدہ تنکوں کو دوبارہ استعمال کرنے کے خلاف کوئی قدرتی میلان پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ جس گھونسلے کو کوّے چھوڑ کر جا چکے ہوں۔ ان گھونسلوں کے تنکوں کو دوسرے کوّے اپنے گھونسلے بنانے میں آزادانہ استعمال کرتے ہیں۔ بعض مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ کبھی کبھی چوری کے واقعات بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب بھی چور کو دیکھ لیا جاتا ہے تو دوسرے تمام کوّے مل کر جھتا بنا کر اس پر ہلہ بول دیتے ہیں اور اسے بھگا دیتے ہیں۔ مسٹر کٹیس اس ہلہ بولنے کی ایک اور زیادہ جاذب نظر توجیہہ[۲] بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک سب پرندے اسوقت مل کر ایک پر ہلہ بولتے ہیں جبکہ کوئی کوّا کسی دوسرے کوّے کی مادہ سے بدفعلی کرے[۲]۔ اگر یہ ایسا ہونا عین ممکن ہے کہ چور یا مجرم کوّا اپنے جرم اور غلطی کا احساس کرتا ہو اور دوسرے کوّوں کو سچائی کی خلاف ورزی پر ہی غصّہ آتا ہو۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں کی جذباتی زندگی بھی ہمارے ہی سے ملتی جلتی ہے، لیکن ہمارا مقصد اس سوال کو اٹھانا نہیں ہے۔ اصل نکتہ کا تعلق کوّے نما پرندے (ROOK) کے اندرونی جذبات سے نہیں ہے۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ مماثل سوشل زندگی اور ذاتی ملکیت وہی نتائج سامنے آتے ہیں۔ یعنی ایک اخلاقی ضابطہ قوانین جس کے پیچھے جزا اور سزا کا نظام اسکی تقویت کے لئے موجود ہو۔"[۳]

---

[۱] جب میں یہ مضمون لکھ رہا تھا تو ان ہی دنوں میں پاکستان ٹائمز لاہور میں یہ خبر چھپی کہ ضلع ہزارہ میں پہاڑی رستے میں ایک شخص اپنی سات سالہ لڑکی کے ساتھ جا رہا تھا کہ چاروں طرف سے بندروں نے گھیر لیا اور اس لڑکی کو پتھر مارنا شروع کر دیا۔ آخرکار وہ بیچاری لڑکی ان ہی پتھروں سے مر گئی۔ اس جدید واقعہ سے بہرحال یہ تو ثابت ہو گیا کہ بندر سنگساری سے واقف ہیں۔

[۲] PP. 31 and 38, The Life of the rook by G.K. yeats.

[۳] P. 12 "ECONOMIC PHILOSOPHY" by Joan Robinson

reader in Economic at Cambridge Since 1949

آپ بہت سی کتب کی مصنفہ ہیں اور آپکی کتب بین الاقوامی شہرت کی حامل ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں اور اولاد بھی رکھتی ہیں۔

Pdh

معیاری
ادویات
کا
نامور
ادارہ

خدمت ، دیانت ، اور سروس
میں
پیش پیش

معیاری نشان Pdh ادویات خریدتے وقت یاد رکھیں

پنجاب ڈرگ ہاؤس نکلسن روڈ لاہور